بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ✦ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

خطبہ نمبر ۱۱

فون ۴۴۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۷۲/۳۷ | جمعرات ۷ رجب ۱۴۰۳ھ ۲۱ شہادت ۱۳۶۲ ہش ، ۲۱ اپریل ۱۹۸۳ء | نمبر ۹۱

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۰ شہادت / اپریل۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت بدستور ناساز ہے۔ کمزوری اور متلی کی تکلیف ہے"

احباب کرام التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ موصوفہ کو صحت کامل عطا کرے اور آپ کا بابرکت سایہ تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کے پس منظر میں ایک گہرا فلسفہ ہے اور آپؐ کے چھوٹے سے عمل میں بھی تعلیمات کا ایک سمندر ہے

آپ نے لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کا جو نمونہ دکھایا وہ اپنے بیشمار پہلوؤں کے لحاظ سے ایک عدیم النظیر نمونہ ہے

ہر فرد کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ آنحضورؐ کے قائم فرمودہ عدل پر بھی قائم ہو اور آپؐ کے احسان پر بھی قائم ہو!

اگر سیرتِ طیبہ کا ذکر سن کر لطف تو اٹھایا جائے، لیکن اتباعِ نبویؐ کی طرف ایک قدم بھی نہ اٹھایا جائے تو یہ منافقت ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم آنحضورؐ کی سیرت کو اپنائیں اور آپؐ کے خُلق کو اپنی ذات میں زندہ کر کے دنیا کے سامنے پیش کریں

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۷ صلح ۱۳۶۲ ہش بمطابق ۷ جنوری ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

مرتبہ:۔ مکرم یوسف سلیم ملک صاحب ایم۔اے انچارج صیغہ زود نویسی —— (نوٹ:۔ اس خطبہ کو صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کروا رہا ہے)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"گزشتہ خطبہ جمعہ میں میں نے اُن مہمانوں کی عظیم الشان قربانی کا ذکر کیا تھا جو بہت سردی میں باہر جلسہ گاہ میں بیٹھے رہے اور اس

آزمائش پر حیرت انگیز صبر

کے ساتھ پورے اُترے۔

اس خطبہ کے بعد بیرون ملک سے آئی ہوئی ایک خاتون نے بڑے ہی لطیف انداز میں مجھ سے شکوہ کیا اور کہا کہ تمہاری بہنوں اور بچیوں کا کیا قصور تھا کہ اُن کا تم نے ذکر نہیں کیا۔ اور انہوں نے اس شکوہ کی وجہ یہ بیان کی کہ جماعتِ احمدیہ میں ایک تاریخ بن رہی ہے اور اس تاریخ میں خلفاء وقت کے خطبات ایک بہت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ چنانچہ اگر وقت کی قربانیوں کا ذکر محفوظ ہو جائے تو آئندہ نسلوں کو دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ اس لیے انہوں نے مختصراً یہ کہا کہ دراصل احمدی بہنوں کو دُعا سے محروم نہیں رکھنا چاہیئے اس لیے اُن کا ذکر کرنا چاہیئے تھا۔ اور یہ شکوہ بجا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جو حالات میرے علم میں آئے ہیں اُن کی رُو سے احمدی بہنوں نے مَردوں سے کم نہیں بلکہ زیادہ قربانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ مثلاً ۲۸ دسمبر کو پہلے وقت میں جب کہ ابھی بارش ہو رہی تھی اور شدید سردی تھی اس وقت ہم نے جو جائزہ لیا تو معلوم یہ ہوا کہ مردوں کے جلسہ گاہ میں نسبتاً بہت کم آدمی ہیں لیکن عورتوں کے جلسہ گاہ میں بہت زیادہ خواتین ہیں۔ باوجود اس کے کہ اُن میں سے بیشتر کی گود میں بچے بھی تھے اور ہاتھوں میں سلیپر یا گرگابیاں (جو بھی وہ پہنتی تھیں وہ) اُٹھا رکھی تھیں اور کیچڑ میں لت پت بڑے صبر کے ساتھ انتظار کرنے لگیں کہ جلسہ کے بارہ میں کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ اور شام کو بھی اسی طرح مستورات باوجود اس کے کہ بچے شدید سردی میں تکلیف بھی محسوس کر رہے تھے لیکن بڑے صبر کے ساتھ وہ پورا وقت بیٹھی رہیں اور اُن میں کوئی اُٹھ کر بھی نہیں گئی۔ پس تاریخ احمدیت کے یہ ایسے واقعات ہیں جو واقعۃً محفوظ ہونے چاہئیں تاکہ آئندہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴ ۔ پبلشر: مسعود احمد : پرنٹر : سید عبد الحی : مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ : مقام اشاعت
دفتر روزنامہ الفضل دار الرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسلیں اپنے

آباؤ اجداد کی عظیم ہمتوں کا ذکر

کرکے اُن کے لیے دُعا کرتی رہیں۔

دوسرے میں ربوہ کے دکانداروں کا از خود ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے خیال آیا کہ یہ حصہ بھی ایسا ہے جو دعا کا مستحق ہے اس دفعہ ایک دو مرتبہ خطبات میں یہ ذکر کیا گیا کہ جلسہ کے دوران دکانیں کھلی رہتی ہیں اور اس سے بُرا اثر پڑتا ہے دکاندار خود بھی نیکیوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی محروم رکھتے ہیں اور اسی طرح نمازوں کے اوقات میں دکانیں بند نہیں کرتے اور اپنے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔

اس جلسہ پر جو جائزہ لیا گیا اُس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بھاری اکثریت، غیر معمولی طور پر نمایاں اکثریت نے ان نصائح پر عمل کیا اور جلسہ کے دوران دکانیں بند رکھیں اور نمازوں کے اوقات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ دکانوں کا کاروبار چھوڑ کر مساجد میں حاضر ہوتے رہے۔

پس یہ لوگ بھی خاص طور پر ہماری دُعاؤں کے مستحق ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خلافت کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض دفعہ بظاہر نصیحت عمل نہیں کر رہی ہوتی لیکن جب خلیفۂ وقت کی زبان سے وُہی نصیحت نکلتی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی اثر پیدا کر دیتا ہے۔ یہی وہ دکاندار ہیں جن کو سالہا سال سے میں سمجھانے کی کوشش کرتا رہا۔ ان کے کئی اجلاس بُلائے گئے کیونکہ افسر صاحب جلسہ سالانہ نے بحیثیت نائب افسر یہ میری ذمہ داری لگا رکھی تھی کہ میں تربیت کے امور کی عمومی نگرانی کروں۔ لیکن کوئی اثر نہیں ہوتا تھا حالانکہ میں بہت زور مارتا رہا۔ لیکن وہی جس طرح کہتے ہیں بچوں کا کہنا سر آنکھوں پر لیکن پرنالہ وہیں رہے گا۔ تو سر آنکھوں پر بات کرکے جب یہ واپس جاتے تھے تو اِلّا ماشاء اللہ اسی طرح دکانیں کھول دیتے تھے۔ اب بھی وہی میں ہوں۔ بحیثیت ذات کے تو وہی ہوں۔ لیکن چونکہ یہ آواز خلافت کی طرف سے بلند ہُوئی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس میں غیر معمولی اثر رکھ دیا لیکن ضمناً ایک بات کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے خلافت کی آواز میں بڑا اثر رکھا ہے اور جماعت میں

غیر معمولی اطاعت کی رُوح

رکھی ہے لیکن جو اصل مومنوں کی جماعت ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیکھنا چاہتے ہیں اُس جماعت میں نصیحت اہمیت رکھتی ہے۔ نصیحت کرنے والے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یعنی امر واقعہ یہ ہے کہ جہاں تک نصیحت سننے والے کا تعلق ہے اُس کو یہ نصیحت فرمائی گئی ہے کہ تم یہ نہ دیکھو کہ کس نے تمہیں کیا بات کہی ہے۔ بلکہ تم یہ دیکھو کہ وہ بات ہے کیا جو کہی جا رہی ہے۔ اگر اچھی بات ہے تو خواہ کسی گندے شخص سے بھی ملے وہ بہر حال تمہاری چیز ہے اور تمہاری دولت ہے۔

کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن

اس کو اس طرح قبول کرو گویا تمہاری اپنی چیز کھوئی گئی تھی، اس کو اُٹھاؤ۔ صاف ستھرا کرو اگر اس بات میں کوئی خم ہے، کوئی کجی ہے کوئی طعن شامل ہو گیا ہے تو یہ تو باتوں کے گند ہوتے ہیں۔ تمہاری چیزیں بھی بعض دفعہ گند کے ڈھیروں پر گر جاتی ہیں۔ تم اُن کو اُٹھاتے ہو، دھوتے ہو صاف کرتے ہو۔ تو ان حکمت کی باتوں کو بھی اسی طرح قبول کر لیا کرو۔

پس یہ ہے وہ اصل تصور مومنوں کی جماعت کا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قائم فرمایا اور یہ

سب سے اعلیٰ تصور

ہے یعنی اپنی ڈیفنس لائن (DEFENCE LINE) کو کناروں تک پہنچا دو۔ یعنی اطاعت میں انتہائی حدوں پہ قدم مارو۔ اسی مضمون کو قرآن کریم نے بیان فرمایا "رَابِطُوا" کے ایک لفظ میں کہ اپنی

سرحدوں کی حفاظت

کرو۔ سیکنڈ ڈیفنس لائن (SECOND DEFENCE LINE) یا تھرڈ ڈیفنس لائن (THIRD DEFENCE LINE) یا سنٹرل ڈیفنس لائن پر اگر تم واپس جلدی جلدی آنا شروع ہو گئے تو تمہارے لیے کئی قسم کے خطرات درپیش ہونگے۔

پس نصیحت کے معاملہ میں رَابِطُوا کا حکم یہ ہوگا کہ ادنیٰ آدمی نصیحت کرے یا اعلیٰ آدمی نصیحت کرے تمہارے دل میں اس کی عزت ہے یا اسکے لیے تحقیر پائی جاتی ہے، تمہارے دل میں اس کے لیے خواہ نفرت ہے خواہ محبت پائی جاتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اگر تم منسوب ہوتے ہو تو نصیحت کی بات کو دیکھو، یہ نہ دیکھو کہ کون کہہ رہا ہے۔ جب یہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر نصیحت میں جو نوافل ہیں اُن پر عمل کرنے کی بھی توفیق ملتی ہے نصیحت میں کچھ فرائض ہیں۔ جن کا عدل کے ساتھ تعلق ہے۔ کچھ نصیحت میں نوافل ہیں۔ پس جن لوگوں کو نصیحت کے عدل کی توفیق ملتی ہے اللہ تعالیٰ اُن کو نوافل کی اس رنگ میں توفیق عطا فرماتا ہے کہ جب ایسے لوگوں کی طرف سے بات ملے جن کے لیے دل میں زیادہ محبت اور زیادہ احترام پایا جاتا ہے تو وہ یہ نہیں دیکھا کرتے کہ یہ بات کہنے کا حق بھی ہے یا نہیں یا ہم پر فرض بھی ہے یا نہیں۔ منہ سے بات نکلتی ہے اور اُسے پورا کر دیتے ہیں مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دفعہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو باہر سے آنے والے کچھ (اب بھی جس طرح دیر سے آ رہے ہیں اُس طرح) لوگ مسجد میں پہنچ رہے تھے۔ کچھ لوگ مسجد نبوی میں پیچھے کھڑے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جائیں۔ چنانچہ باہر سے آتے ہوئے ایک شخص کے کان میں یہ آواز پڑی تو وہ بیٹھ گیا اور پرندوں کی طرح پھُدک پھُدک کر مسجد کی طرف چلنے لگا۔ ایک اور آدمی پاس سے گزر رہا تھا اُس نے جب یہ

حیرت انگیز منظر

دیکھا، اس کو ہنسی بھی آئی ہو گی، اُس نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے، یہ کیا حرکتیں کر رہے ہو۔ اُس نے جواب دیا میرے کان میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز پڑی ہے کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا ہوں۔ اُس نے کہا آپؐ نے تو مسجد والوں کو فرمایا ہوگا، یہ تو نہیں فرمایا کہ جو رستوں میں چل رہے ہیں وہ بھی بیٹھ جائیں۔ اُس نے جواب دیا میں نے یہ نہیں سُنا کہ کس کو کہا تھا میرے کان نے تو "بیٹھ جاؤ" کی آواز سُنی ہے اور میں بیٹھ گیا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اگر کوئی قوم ادنیٰ بنیادی مقامات پر قائم ہو جائے تو پھر اطاعت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کی اسے توفیق ملتی ہے۔ اس کے بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھوٹی چھوٹی نصیحتوں میں بھی قوموں کے لیے عظیم الشان ترقی کے راز ہیں۔ اگر آپؐ کے غلام اُن کی طرف توجہ نہ کریں اور ان پر غور کرنا چھوڑ دیں تو بہت بڑی نعمتوں سے محروم ہو جائیں گے۔ اس لیے جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ نصیحت کے معاملہ میں اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھے کہ اصل نصیحت وہی ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہے۔ پس یہ نہ دیکھیں کہ کس نے ان کو کیا نصیحت کی ہے یہ دیکھا کریں کہ نصیحت اپنی ذات میں کیا ہے اگر اس میں کہنے والے کے نفس کی کچھ ملونی بھی شامل ہو گئی ہو تو مثلاً بعض لوگ نصیحت میں دراصل اپنے بدلے اتار رہے ہوتے ہیں، ان کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ کسی کو فائدہ پہنچے وہ اپنے دل کا دُکھ نکالتے ہیں، ایسی صورت میں بھی اتنی عظیم الشان نصیحت ہے: فرمایا: ضالۃ المؤمن تم یہ سمجھنا کہ تمہاری گم شدہ چیز ہے اور گم شدہ چیزوں میں بھی بعض دفعہ جب گند لگ جاتے ہیں اور خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ انسان اپنا حق سمجھ کر اُن کو لے لیتا ہے اور ان خرابیوں کو دور کر دیتا ہے، اس کو اصل کی طرف لوٹا دیتا ہے اس چھوٹی سی بات میں اتنا گہرا فلسفہ ہے کہ

انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے

اگر آپ اس پر عمل کریں گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی حیرت انگیز اور عظیم الشان اطاعت کی توفیق ملے گی کہ جس کے تصور سے بھی دنیا عاری ہے۔ اس طرح جماعت احمدیہ اطاعت کے معاملہ میں جس مقام پر فائز ہو گی دنیا اس کا وہم بھی نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ان نصیحتوں پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ہم نے یہی نظارے دیکھے ہیں۔

تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عفو، رحم اور شفقت کا جو سلوک فرمایا اور اس کے پاک نمونے قائم فرمائے اُن کا ذکر تو بہت ہی طویل ہے یعنی ایک مجلس تو کیا سینکڑوں مجالس میں بھی اس ذکر کا حق ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا ایک عظیم الشان پہلو یہ ہے کہ وہ دور سے بھی حسین نظر آتی ہے اور قریب سے بھی حسین نظر آتی ہے۔ اور قریب جا کر حسن کے نئے نئے پہلو سامنے آنے لگتے ہیں۔ جس طرح باغ کو آپ بھی ایک نظر سے دیکھتے ہیں آپ کو بڑا حسین نظر آتا ہے لیکن جب تتلیاں پھولوں کا رس چوستی ہیں تو اُن کو پھول کا ایک اور حسن نظر آنے لگتا ہے۔ گویا کسی چیز کو قریب سے دیکھیں تو اس کے حسن کی تفاصیل نظر آتی ہیں۔ پس کامل حسن جو ظاہری بھی ہو اور باطنی بھی ہو اسکی ایک خصوصی علامت یہ بھی ہے کہ وہ دور سے بھی اچھا دکھائی دیتا ہے اور قریب سے بھی۔ البتہ جتنا قریب آئیں اُس کا حسن زیادہ جاذب نظر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا اس پہلو سے بھی مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔

ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات پر بھی آپ غور کریں تو اُن کے اندر بھی آپؐ کی

سیرت طیبہ کے بہت عظیم الشان پہلو

دکھائی دیتے ہیں لیکن جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ جب سیرت کے مضمون کو ہم سنتے ہیں تو اس طرح نہیں سنتے جس طرح سننے کا حق ہوتا ہے۔ آپ ایک کھلاڑی کی کھیل کا باہر بیٹھے نظارہ کرتے ہیں۔ مثلاً کرکٹ کی بہت اچھی کھیل ہو رہی ہے، آپ باہر بیٹھے دیکھ رہے ہیں اور بڑا لطف اٹھا رہے ہیں۔ کھیل کے بعد گھر کو رخصت ہوتے ہیں۔ آپ کو بلا بھی پکڑنا نہیں آتا۔ کوئی آپ کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم اتنی تعریفیں کر رہے تھے، اب بلا تو پکڑ کے دکھاؤ۔ آپ کہیں گے تم پاگل ہو گئے ہو۔ بلے کا مجھ سے کیا متعلق میں تو نظارہ کر رہا تھا۔ مجھے لطف اٹھانے کا حق ہے۔ ہاں مجھے کھیل سے کوئی واقفیت نہیں۔ لیکن سیرت کے مضمون میں کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا۔ سیرت کا مضمون اور وہ بھی اس سیرت طیبہ کا مضمون جو اسوۂ حسنہ بن گئی ہو اس میں یہ جواب قابل قبول ہی نہیں ہے۔ یہ جواب بلکہ عقل کے خلاف ہے۔ جب اسوہ کو سامنے رکھ کر آپ اس کے حسن کا مطالعہ کرتے ہیں یا حسن کا ذکر کرتے ہیں تو لازماً اس کو اختیار کرنے کی پابندی آپ پر عائد ہو جاتی ہے حسب توفیق جتنا بھی اختیار کر سکیں اختیار کریں یعنی اپنی اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق لازماً اس طرف قدم آگے بڑھانے پڑیں گے۔ اگر سیرت کے حسن کا لطف اٹھانے کی خاطر آپ گھروں کو لوٹ آئیں اور اتباع نبویؐ کی طرف ایک بھی قدم آگے نہ بڑھا ہو تو

یہ منافقت ہے

یہ سراسر جھوٹ ہے۔ ایسے لوگوں کو نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا حق رہ جاتا ہے نہ ان کے درود کے کوئی معنے بنتے ہیں کیونکہ جن کا عمل ان کے قول کو جھٹلا رہا ہو، جن کا فعل ان کے نظریات کی تردید کر رہا ہو، ان کے اعمال اور اقوال کی کوئی بھی حقیقت نہیں رہتی۔ چنانچہ قول کا حسن بھی حسن عمل کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا

(حٰمٓ السجدۃ آیت: ۳۳)

بڑا حسین قول ہے کہ اللہ کی طرف آؤ۔ خدا کی طرف بلانے سے بہتر اور کون سا بلاوا ہو سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ عمل اس قول کی تائید کر رہا ہو۔ جس کی طرف بلاتے ہو تم بھی تو نظر آؤ کہ اس کی طرف سے آئے ہو۔ یہ تو نہیں کہ انسان بلائے تو حسن کی طرف اور نظر یہ آ رہا ہو کہ وہ انتہائی گندگی سے نکل کر آیا ہے پس یہی وہ مضمون ہے جکو ہم جب سیرت پر اطلاق کر کے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا مضمون بیان کرنا بھی انتہائی ذمہ داریوں کو دعوت دیتا ہے اور سننا بھی انتہائی ذمہ داریوں کو دعوت دیتا ہے۔ اس لئے اس مضمون میں انسان کو حتی المقدور یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے اور یہ کوشش کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ جو کچھ سنے ویسا بننے کے لئے کچھ نہ کچھ کوشش ضرور کرے۔ اگر معمولی پاک تبدیلی بھی پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرماتا ہے اور آگے بڑھا دیتا ہے اس لئے جب آپ سنتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیق تھے تو سچ کے معیار میں کچھ اضافہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ جب آپ سنتے ہیں کہ آپؐ امین تھے تو دیانت کے معیار کو بڑھانا ضروری ہو جاتا ہے۔ جب آپ سنتے ہیں کہ آپؐ محسن تھے اور بخشش کرنے والے تھے تو اپنی بخشش کے معیار کو بڑھانا ضروری ہو جاتا ہے۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخشش کیسے کرتے تھے، کیوں کرتے تھے، کہاں بخشش فرماتے تھے اور کہاں نہیں فرماتے تھے، اس نقطۂ نظر سے آپؐ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو صرف نیک عمل کی توفیق نہیں ملتی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار کے پس منظر میں ایک گہرا فلسفہ دکھائی دیتا ہے۔ آپؐ کے ایک چھوٹے سے عمل میں بھی

عظیم الشان تعلیمات کا ایک سمندر

نظر آتا ہے۔ اس پہلو سے جب ہم آپؐ کی سیرت طیبہ پر غور کرتے ہیں اور دیگر حسن والوں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موازنہ کرتے ہیں تو ان کی کوئی بھی حیثیت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل پر نظر نہیں آتی۔

حُسنِ یوسفؑ بہت مشہور ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا جو اصل حسن ہے جس کا سیرت سے تعلق ہے قرآن کریم نے اس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے چند الفاظ میں محفوظ کیا ہے۔ فرمایا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ آج کے دن تم پر کوئی پکڑ نہیں ہے۔ یہ معافی کا بڑا عظیم الشان اعلان ہے اور بہت ہی خوبصورت قصہ دکھائی دیتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت میں جو عجز اور انکسار تھا اس میں ایک یہ بات بھی حیرت انگیز طور پر سامنے آتی ہے کہ جب فتح مکہ کے بعد آپؐ نے قوم کو معاف فرمایا تو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف توجہ پھیر دی اور وہ الفاظ استعمال فرمائے جو حضرت یوسف علیہ السلام استعمال کر چکے تھے آپؐ نے فرمایا جس طرح میرے بھائی یوسف نے کہا تھا میں بھی وہی کہتا ہوں۔ حالانکہ اگر آپ تجزیہ کر کے دیکھیں، دیانت داری سے مقابلہ کریں تو حُسنِ یوسف کو حُسنِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی نسبت ہی نہیں رہتی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا معاف کیا اور کس طرح معاف کیا، اس پر ذرا غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا تو یہ سلوک تھا کہ آپس کے مشورہ کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یوسف کو کنویں میں پھینکو جو اندھا کنواں ہو اور بچنے کے امکان ہوں، وہاں سے قافلے گزرتے ہوں اور کسی قافلہ والے کی نظر پڑ جائے اور ہمارے بھائی کو بچا کر لے جائے۔ یہ بھی ظلم تو تھا۔ لیکن ہرگز نہ کسی نے چپیڑ ماری نہ دُکھ دیا نہ گالیاں دیں بلکہ بڑے پیار کے ساتھ وہاں کھیلتے کھلاتے اسے کنویں میں چھوڑ کر خود بھاگ آئے۔ اس ظلم کے واقعہ کے بعد کتنے ہی سال گزر جاتے ہیں پھر جب وہ دوبارہ اپنے بھائی کے سامنے آتے ہیں اور ایسے حال میں آتے ہیں کہ ان کی

حالت بڑی قابلِ رحم ہے

فاقوں سے ان کے پیٹ ان کی کمروں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ بھوک سے تنگ آکر انہوں نے کتنی مشقت کا سفر اختیار کیا۔ ایسی قابلِ رحم حالت میں اتنی مدت کے بعد اگر ایسا بھائی کوئی مل جائے تو انسانی فطرت میں از خود رحم کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر بعد کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دفعہ آئے پھر دوسری دفعہ آئے۔ ملکی قانون اتنا سخت تھا کہ اپنے بھائی کو قانونِ ملک کے خلاف اپنے پاس روک بھی نہیں سکتے تھے انہوں نے بدلہ کیا لینا تھا۔ بدلہ تو لیتا ہے مطلق العنان حاکم جس کے قبضہ قدرت میں کئی چیزیں ہوں۔ قرآن کریم کا یہ احسان ہے کہ حضرت یوسفؑ کے حُسن کو اس رنگ میں پیش فرمایا ورنہ اگر آپ تجزیہ کر کے دیکھیں تو بدلہ کی تو طاقت کوئی نہیں تھی۔ معافی سے مراد یہ ہے کہ میں نے دل سے تمہارا دُکھ دور کر دیا۔ اس سے زیادہ اس معافی کے کوئی معنی نہیں۔ لیکن جہاں تک انتقام نہ لینے کا تعلق ہے اس کا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ سے وہاں کوئی تعلق نہیں بنتا۔ کیونکہ اس ملک کے قانون میں حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ دخل نہیں تھا کہ قانون تبدیل کر کے اپنے بدلے چکانے کے لئے کسی پر کوئی زیادتی کر سکیں یہ قرآن کریم کی گواہی ہے اس کے مقابل پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ دیکھیں تو کوئی نسبت آپس میں نظر نہیں آتی۔ یہ بھی حضور اکرمؐ کا احسان تھا کہ حضرت یوسفؑ کا ذکر فرما دیا اور ان کے الفاظ میں ذکر فرمایا اور عجز کی انتہا ہے کہ اپنی طرف سے توجہ ہٹا کر حضرت یوسفؑ کی طرف پھیر دی حالانکہ

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کا واقعہ

جو مکہ میں رونما ہوا اس کی الگ الگ اور ہر پہلو سے حیرت انگیز شانیں ہیں۔

اس کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعہ تھا کیا۔ سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ عرب قوم کا اپنا طریق کیا تھا، کیا ان میں معافی کے جذبے پائے جاتے تھے اور یہ کہ وہ کس قدر عفو کرنے والے لوگ تھے اور کس حد تک وہ کینوں میں مبتلا قوم تھی۔ اس قومی پس منظر کو بھلا کر ہم کس طرح اس واقعہ کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

عرب قوم کے معاملات کا چھوٹا سا اندازہ آپ اس طرح لگا سکتے ہیں کہ ان کی بعض لڑائیاں سو سو سال تک چلتی رہی ہیں۔ معمولی معمولی باتوں پر بدلہ لینا ان کی سرشت میں داخل تھا۔ وہ ہرگز معافی کا نام نہیں جانتے تھے۔ بدلہ کے معاملہ میں اپنے عزیز ترین اقرباء سے بھی بدلہ لیتے تھے اور اس میں ان کے تشدد کا یہ حال تھا کہ ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کا بدلہ اعلیٰ اعلیٰ چیزوں سے لیا کرتے تھے۔ اور پھر اس پر فخر کرتے تھے۔ خانہ کعبہ میں ایسے قصیدے لٹکائے جاتے تھے جن میں اپنے مظالم کی داستانوں پر فخر کیا جاتا تھا۔ یعنی وہ اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ہم بدلہ لینے والی قوم ہیں اور ہرگز معاف نہیں کر سکتے۔

چنانچہ عرب میں ایک ایسی جنگ لڑی گئی جس میں بنو تغلب اور بنو بکر کے درمیان جنگ اس وجہ سے شروع ہوئی کہ بنو تغلب کا سردار کلیب بڑا طاقتور اور صاحب اثر عرب رئیس تھا۔ اس کی بیوی جلیلہ قبیلہ بنو بکر سے تھی۔ اس جلیلہ کا ایک بھائی تھا جس کا نام جساس تھا جو اپنی خالہ بسوس کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ بسوس کے پاس ایک شخص سعد نامی بطور مہمان آکر ٹھہرا۔ سعد کی ایک اونٹنی تھی جو کلیب کی چراگاہ میں جساس کی اونٹنیوں کے ساتھ مل کر چرا کرتی تھی۔

کلیب نے ایک پرندہ کو پناہ دی۔ پناہ بھی کیا دی ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ کلیب ایک درخت کے نیچے سے گزر رہا تھا کہ درخت کے اوپر سے اس کو ایک پرندہ کی آواز آئی۔ کلیب نے نظر اوپر اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک پرندہ نے اس درخت پر ایک گھونسلا بنا کر اس میں انڈے دے رکھے تھے۔ کلیب نے اس پرندہ کی طرف دیکھ کر کہا "اچھا

میں تمہیں پناہ دیتا ہوں

تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑے گا" دوسرے دن جب کلیب وہاں سے گزرا تو اس نے اوپر نظر اٹھائی دیکھا کہ گھونسلہ ٹوٹا ہوا ہے اور انڈے درخت سے نیچے گرے پڑے ہیں اور پرندہ اوپر درد بھری آواز نکال رہا ہے۔ اس نے ادھر ادھر نظر کی تو سعد کی اونٹنی چر رہی تھی اسے شک پڑا کہ شائد اس اونٹنی نے درخت کے پتے کھاتے کھاتے پرندہ کا گھونسلہ بھی توڑ دیا ہو۔ چنانچہ وہ غصہ سے مغلوب ہو کر اپنی بیوی کے بھائی جساس کے پاس گیا اور کہا دیکھو جساس! آج میرے دل میں ایک سودا سمایا ہوا ہے کہ شائد میں کچھ کر گذروں۔ آج کے بعد تمہارے مہمان کی اونٹنی میری چراگاہ میں نہیں چرے گی۔ اور اگر یہ میری چراگاہ میں دیکھی گئی تو میں اس کے دودھ دان میں تیر مار کر اسے دکھوں کے ساتھ ہلاک کر دوں گا۔ یہ تھی عرب قوم! اب اس کی بیوی کے بھائی کا جواب بھی سنیں۔ وہ کہنے لگا میرے مہمان کی اونٹنی کے دودھ دان میں اگر تو نے تیر مارا تو میں خود تمہارا سینہ تیر سے چھید کر رکھ دوں گا۔

یہ واقعہ گذر گیا۔ کلیب کی بیوی جلیلہ نے صلح صفائی کی بڑی کوشش کی لیکن کھچاؤ پیدا ہو گیا۔ آخر ایک دن جب کلیب اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا تو اتفاقاً جساس کے مہمان کی اونٹنی کلیب کے اونٹوں میں آکر پانی پینے لگ گئی۔ اس نے تیر مارا جو سیدھا دودھ دان پر جا لگا۔ اونٹنی بلبلاتی ہوئی واپس دوڑی اور اپنی مالکہ بسوس جو جساس کی خالہ تھی اس کے دروازہ پر نڈھال ہو کر گر گئی اور دم توڑ دیا۔ بسوس نے واویلا کیا کہ اے بنو بکر! تمہارے مہمان کی اونٹنی کو مار کر تمہیں ذلیل کر دیا گیا، اٹھو اور بدلہ لو۔ جساس نے غصہ میں آکر اپنے بہنوئی کلیب کو قتل کر دیا۔ چنانچہ اس پر تغلب اور بنو بکر میں ایک خطرناک جنگ چھڑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئی جو ۴۰ سال تک جاری رہی اس میں اتنا قتل و خون ہوا، اتنی عورتیں بیوہ ہو گئیں اور اتنے بچے یتیم ہو گئے کہ خدا کی پناہ۔ انسانیت نے اس کے نتیجہ میں وسیع پیمانے پر دکھ اٹھائے لیکن عرب اس بات پر قائم رہا کہ ہم معاف نہیں کر سکتے۔ ہم بدلہ لیتے ہیں۔

یہ تھے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم وطن لوگ جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پھوٹا تھا اور پھر یہ دیکھیں کہ آپؐ نے معاف کن کو کیا ہے۔ کیسے کیسے

ظلم کی داستانیں

بکھری پڑی تھیں۔ اسلام کے ساتھ وابستہ ہو کر آپؐ کے غلاموں کو مکہ کی گلیوں میں گھسیٹنے والے مسلمان عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار کر ہلاک کر دینے والے بچوں کو ذبح کر دینے والے۔ گھروں سے نکالنے والے تین سال تک فاقوں کے دکھ دینے والے کوئی ایک دکھ تھا۔ بے انتہا دکھ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں والا سلوک کب ہوا تھا۔ آپؐ کے گرد تو پہرہ لگا ہوا تھا کہ آپؐ کو زندہ بچ کر جانے ہی نہیں دیں گے۔ عرب کے سارے قبائل نے یہ عہد کیا تھا کہ وہ سب آپؐ کے قتل میں شامل ہوں گے۔ ہر قبیلہ کا نیزہ آپ کے سینے پر پڑے گا۔

یہ وہ لوگ تھے جن کو فتح مکہ کے موقع پر معاف کیا گیا تھا اور معاف بھی اس شان سے کیا ہے کہ:۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کے صرف ایک فقرہ پر اکتفا نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد معافی کا جو سمندر کھل جاتا ہے وہ آپ کی صداقت کی ایک عظیم الشان دلیل ہے۔ اسکی داستان بڑی طویل ہے۔ ایک ایک مجرم جس کا آپ قصہ سنیں کہ اس نے کیا کچھ کیا تھا اور کس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے معافی کا سلوک فرمایا ہے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ یہ تو کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کے کیا اثرات ظاہر ہوئے۔ کہاں کہاں ظاہر ہوئے کن کن لوگوں پر وہ ظاہر ہوئے۔ یہ ہے وہ تفصیل جو غور کے لائق ہے۔

ابوسفیان کی بیوی ہند۔ وہ عورت تھی جس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکال کر چبا لیا تھا اور زبان سے خون چاٹا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنگ اُحد میں سب سے زیادہ دکھ

حضرت حمزہؓ کی شہادت

کا تھا۔ اسقدر بے قراری سے آپ اس دکھ کا اظہار فرماتے تھے کہ میں نے ساری تاریخ میں کسی اور دکھ کا اس طرح ذکر نہیں پڑھا۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر ہند نقاب اوڑھ کر بیعت کرنے والیوں میں شامل ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرمایا تھا کہ اس کو معاف نہیں کروں گا لیکن وہ بیعت کرنے والی عورتوں میں شامل ہو گئی۔ آنحضورؐ کو اس کی آواز اور حرکتوں سے پتہ چل گیا کہ کون عورت ہے لیکن آپؐ کو تو معاف کرنے کا بہانہ چاہیئے تھا۔ فرمایا اچھا ٹھیک ہے تم کو بھی معاف کرتا ہوں وہ ایک دفعہ بولی دو دفعہ بولی اس وقت بھی اُس نے گستاخیاں کیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بیعت کے الفاظ دُہرائے تو کہنے لگی کہ مردوں سے تو آپ یہ بیعت نہیں لیتے عورتوں سے کیوں یہ بیعت لے رہے ہیں۔ آنحضورؐ سمجھ گئے کہ یہ کون ہے؟ پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عہد لیا کہ اپنے بچوں کو قتل نہیں کریں گی۔ ہند بولی کہ ہم نے جو بچے پال پوس کر جوان کیے تھے وہ تو جنگ بدر کے دن آپ نے قتل کر دیئے تھے۔ اس لیے آپ کا اور بچوں کا معاملہ باہم رہا، ہم نے پال پوس کر جوان ہی کیے تھے نا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخموں پر نمک پاشی ہو رہی تھی۔ ایسا شخص جو اس قدر ڈھٹائی کے ساتھ آگے سے جواب دے رہا ہے اور گستاخیاں کر رہا ہے اس پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً مسکرا کر فرمایا ہندہ! میں جانتا ہوں تم عتبہ کی بیٹی ہو۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ دیکھو چوری بھی نہ کرو۔ اس پر پھر وہ بولی کہ چوری! بس میں تو ابوسفیان کی تھوڑی سی چوری کر لیتی ہوں۔ ابوسفیان بھی وہیں تھا۔ اس نے کہا میں اسکو پچھلی ساری چوریاں معاف کر دیتا ہوں۔ یا رسول اللہ! آپ بھی معاف کر دیں۔ کہاں خاوند کے چند پیسے معاف کرنا اور کہاں ہند کو معاف کر دینا جس نے آپؐ کے چچا کا جگر چبا لیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے میں اس کو معاف کرتا ہوں۔ یہ تھے ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ تھا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کا

حسین مظاہرہ

جو حضور اکرمؐ سے رونما ہوا۔

پھر عکرمہ بن ابوجہل کو معاف کرنے کا واقعہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ وہ ابوجہل جو سب سے زیادہ خباثت اور دکھ دینے میں آگے بڑھ گیا تھا۔ اس کا بیٹا عکرمہ بھی ان لوگوں میں سے تھا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع میں معاف نہ کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ یہ وہی عکرمہ ہے جس نے جنگِ اُحد میں خالد بن ولید کے علاوہ غیر معمولی کردار ادا کیا تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے خلاف پانسہ پلٹنے کا اگر کوئی سہرا کھلا سکتا ہے تو وہ اس کے سر پر تھا۔ یہ نہایت تیز طرار اور بڑا قابل جرنیل تھا۔ یہ فتح مکہ کے موقع پر اس خوف سے بھاگ گیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلقہ اثر ہی سے نکل جاؤں گا یعنی جہاں تک حضور اکرمؐ کا اثر ہے وہاں سے باہر نکل جاؤں۔ چنانچہ وہ جنوب کی طرف بھاگا اور پھر وہاں سے حبشہ کی طرف جانے کے لیے کشتی میں بیٹھ رہا تھا تو اتنے میں اس کی بیوی وہاں پہنچ گئی اور اسے کہنے لگی تمہارے دماغ کو کیا ہو گیا ہے تم دنیا میں سب سے بڑے محسن اور سب سے زیادہ بخشش کرنے والے سے بھاگ رہے ہو۔ اس نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بھی معاف کر دیں گے۔ وہ کہنے لگی تم چل کر دیکھو تو سہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ عکرمہ کو اس کی بیوی لینے گئی ہے اور شاید اس کو لے کر واپس آ جائے اب دیکھیں کہ آپ انتقام کس طرح لے رہے ہیں لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کا کیا مفہوم اس وقت ظاہر ہوتا ہے صحابہؓ کو نصیحت فرمائی کہ دیکھو! عکرمہ بن ابوجہل نہ کہنا اس سے اسکو دکھ پہنچے گا۔ مُردوں کے دکھ تم زندوں میں کیوں منتقل کرتے ہو۔ ابوجہل مر گیا۔ وہ خدا کے حضور حاضر ہو گیا۔ اس کے ساتھ جو سلوک ہونا ہے وہ تو اس کے ساتھ ہو گا۔ مگر اس کی وجہ سے تم

زندوں کو کیوں دکھ دیتے ہو

اس لیے عکرمہ کو ہرگز عکرمہ بن ابوجہل نہیں کہنا۔ جب وہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی تو اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور چادر بھی نہیں لی۔ چل پڑے اور فرمانے لگے مرحبا بالراکب المهاجر۔ مرحبا بالراکب المهاجر اونٹنی کے سوار مہاجر کو مرحبا، مرحبا! وہ واپس آ گیا۔

یہ تھا سلوک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے جانی دشمنوں کیساتھ اور یہ تھا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کا منظر جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔ آپؐ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنی چادر عکرمہ کو عطا کر دی۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ مجھے معاف کر دیں، میں نے بہت ظلم کیے ہیں، میں نے آپؐ کو بہت دکھ دیئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیسی معافی، میں تو تمہیں معافی سے کچھ زیادہ دینا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسکو معاف بھی کر دیا اور فرمایا میں تمہیں کہتا ہوں مانگو جو مانگتے ہو اگر میری طاقت میں ہوا تو خدا کی قسم میں تمہیں عطا کر دونگا۔ عکرمہ نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ نے عطا کرنا ہے تو پھر میں یہ مانگتا ہوں کہ میرے لیے بخشش کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ میرے سارے گناہ معاف فرما دے۔ آپ نے اُسی وقت دعا کی کہ اے اللہ! عکرمہ کے سارے گناہ معاف فرما دے، میں تیرے حضور اس کی بخشش کی التجا کرتا ہوں۔ یہ تھے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے اپنے دشمنوں کو معاف کر کے ایک کامل اور بے مثال نمونہ قائم کر دیا۔

پس جب لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کے اِن واقعات پر آپ غور کریں گے تو ایک نہیں دو نہیں ایسے سینکڑوں واقعات آپ کے سامنے آئیں گے جن کے اثرات پھیلتے چلے جاتے ہیں اور عجیب شان کے ساتھ وہ اثرات نئے اثرات میں تبدیل ہو جاتے ہیں یعنی احسان ایک جگہ جا کر رُک نہیں جاتا بلکہ اس سے

نئے احسانات کے چشمے

پھوٹنے لگ جاتے ہیں۔ یہ خیال کر لینا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب معاف کر دیا تھا تو معاف کرنا بڑا آسان تھا اس سے بڑی بیوقوفی کوئی نہیں کیونکہ ابھی تو وہ خون تازہ تھا جو مسلمان مظلوموں کا بہایا گیا تھا۔ ابھی تو اس کا رنگ بھی تبدیل نہیں ہوا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہند کو معاف فرما رہے تھے تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حضورؐ بھول گئے تھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا ہوا تھا جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظلم کرنے والوں کو معاف فرما رہے تھے تو کیا آپ کو یاد نہیں رہا تھا کہ بلالؓ کو کس طرح گلیوں میں گھسیٹا جاتا تھا۔ ایک ایک چیز آپؐ کے ذہن میں تھی۔ ایک ایک دُکھ تازہ تھا۔ کتنا غیر معمولی صبر آپؐ نے کیا ہوگا۔ کتنا غیر معمولی دُکھ برداشت کر کے آپؐ نے معاف کیا ہوگا۔ یہ بھی آپؐ کی سیرت طیبہ کا ایک حسین منظر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے دُکھ کو ان لوگوں کے دُکھ میں تبدیل کر دیا جن کو آپؐ نے معاف کیا تھا۔ بے شک معافی تو اُن کو مل گئی لیکن انہوں نے ہمیشہ پریشانی کی حالت میں زندگی بسر کی۔ اُن کے دلوں کے دُکھ تازہ رہے۔ حضور اکرمؐ نے ان کو معاف کرتے وقت جو دُکھ محسوس کیا ہوگا معاف ہونے کے باوجود وہ ساری عمر انکے سینوں میں دُکھ بن کر کھٹکتا رہا۔ معافی کے نتیجہ میں بعض دفعہ بے حیائی پیدا ہوتی ہے اور بعض دفعہ پشیمانی پیدا ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۝ (الشوریٰ آیت: ۴۱)

کہ معاف کرنا بہت اچھی بات ہے لیکن یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ معافی کے نتیجہ میں (معاف کئے جانے والے آدمی کے دل میں) پشیمانی پیدا ہوگی اور اسکی اصلاح ہوگی یا بے حیائی پیدا ہوگی۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ بے حیائی پیدا ہوگی تو تمہیں معافی کی اجازت نہیں ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں یہ دیکھا کہ معاف کرنے سے اصلاح نہیں ہوگی وہاں معاف نہیں فرمایا۔ اور جہاں یہ دیکھا کہ معافی سے اصلاح ہوگی وہاں معاف فرمایا۔ چنانچہ ایسی

حیرت انگیز اصلاح کے نمونے

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ جن لوگوں کو معاف کیا گیا تھا ان کے دلوں میں ایک عظیم الشان انقلاب آ گیا۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حج کے لئے مکہ تشریف لے گئے وہاں بڑے بڑے رؤسا آپ سے ملنے کے لئے آئے۔ ایک بڑا ہجوم تھا جس میں بہت سے پرانے غلام بھی شامل تھے جو آپ سے ملنے کے لئے حاضر ہوئے تھے اس موقع پر حضرت عمرؓ نے نام لے لے کر غلاموں کو آگے بلانا شروع کیا۔ رؤسا مکہ کو دیکھ رہے تھے لیکن ان کو آگے نہیں بلاتے تھے۔ چنانچہ ان رؤسا نے یہ دیکھ کر بڑی سخت ذلت محسوس کی۔ یہ وہی جتاس والی قوم تھی جو ایک پرندہ کے انڈوں کی چھوٹی سی بات پر شدید قتل و غارت کر سکتی تھی۔ بہر حال ایک کے بعد دوسرے غلام کو حضرت عمرؓ آگے بلاتے رہے اور بڑے بڑے سردار پیچھے بیٹھے رہ گئے۔ اس وقت ابوسفیان کے متعلق ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ بھی انہی لوگوں میں شامل تھا اس نے کہا آج سے زیادہ ذلت کا دن دیکھنا ہمیں کبھی نصیب نہیں ہوا۔ اس پر سہیل بن عمرو جو صلح حدیبیہ کے وقت کفار کی طرف سے معاہدہ لکھنے والا اور بڑا سمجھ دار آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ اس وقت جن لوگوں کو آگے بلایا جا رہا ہے یہ وہ ہیں کہ جب تمہیں ہدایت کی طرف بلایا جا رہا تھا تو تم محروم رہے اور لبیک نہیں کہی۔ لیکن ان غلاموں نے ہی تو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر لبیک کہا۔ اس لئے اس موقع پر ہمیں تو اس بات کا دکھ ہونا چاہیئے کہ اس وقت ہم اس عظیم سعادت سے محروم رہ گئے تھے اور اس کے مقابل پر بھلا یہ بھی کوئی سعادت ہے جس سے محرومی کا تم شکوہ کر رہے ہو کہ آج ہمیں آگے جگہ نہیں ملی۔ یہ تو کوئی چیز ہی نہیں اُس سعادت کے مقابل پر جس سے تم محروم رہ گئے تھے۔

اصل سعادت تو یہ تھی

کہ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں اسلام کی طرف بلا رہے تھے تم ایمان لے آتے لیکن تم اپنی پیٹھیں پھیر کر دوسری طرف جا رہے تھے۔ اس جواب کو سنکر ابوسفیان اور بعض دوسرے سرداروں نے خود ہی فیصلہ کیا کہ اب ہم پتہ تو کریں کہ اس کا حل کیا ہے۔ آخر عرب تھے باغیرت قوم تھی۔ اس احساس کے باوجود کہ وہ قصوروار ہیں پھر بھی وہ یہ چاہتے تھے کہ وہ ان عزتوں کو حاصل کریں جو کھوئی گئی ہیں چنانچہ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور پھر حضرت عمرؓ کے پاس چلے گئے۔ دو آدمیوں کے متعلق پتہ چلتا ہے۔ ایک حارث بن ہشام جو ابوجہل کا سگا بھائی تھا اور دوسرے حضرت سہیل بن عمرو، یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین! ہمیں معلوم ہے کہ ہم سے یہ سلوک کیوں ہوا ہے۔ ہم اس کا شکوہ لیکر نہیں آئے۔ ہم صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اس کے ازالہ کی کوئی صورت ہے؟ حضرت عمرؓ کے متعلق لکھا ہے دُکھ کی وجہ سے آپ کی آواز گلوگیر ہو گئی، منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا۔ اُس وقت شام میں لڑائی ہو رہی تھی۔ آپ نے اُس طرف اشارہ کیا کہ ایک ہی صورت ہے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گو تمہارے قصور نہیں بخش دیئے ہیں لیکن میں جانتا ہوں جب تک تم اپنا خون نہیں بہا دو گے اس وقت تک چین نصیب نہیں ہوگا اور تم اپنی کھوئی ہوئی عزتوں کو حاصل نہیں کر سکتے۔ پس بخشش کا ایک یہ نمونہ بھی تھا۔ یہ اثر بھی تھا۔ یعنی بخشش ایک اور حسن میں تبدیل ہو گئی۔ چنانچہ اس بخشش کے نتیجہ میں

قربانی کے ایسے عظیم الشان مظاہرے

دیکھنے میں آئے کہ وہ دنیا کی تاریخ میں چاند اور سورج کی طرح روشن دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سہیل اور حارث دونوں نے وہ اشارہ سمجھ لیا۔ سہیل نے اپنا سارا خاندان اپنے ساتھ لیا سوائے ایک بیٹے کے جو پیچھے چھوڑ دی گئی اور حارث نے بھی اپنا سارا خاندان ہمراہ لیا اور شمال کی طرف جہاد میں شرکت کرنے کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلے گئے۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ صرف وہ بیٹی بچی جو یہاں رہ گئی تھی اور حارث کا ایک بیٹا بچ گیا باقی سارا خاندان یا وہاں شہید ہو گیا یا سفر کی حالت میں انہوں نے جان دے دی۔ (اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۲)

پس یہ نیکی جو ہاں نظر آتی ہے اور حسن و احسان کا یہ حیرت انگیز نمونہ جو وہاں دکھائی دیتا ہے۔ یہ کہاں سے پیدا ہوا تھا۔ یہ دراصل حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بخشش کا ایک چھوٹا سا پھل تھا۔ گویا ہر نیکی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے پھوٹ رہی تھی۔ آپ ہی

ہر حسن کا منبع اور سرچشمہ

تھے اس لئے صرف لا تثریب علیکم الیوم کہہ دینا کافی نہیں ہے یا محض سر دھننا کہ بڑا مزہ آیا حضور اکرمؐ کے لا تثریب علیکم الیوم فرما دینے پر، دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کن دکھوں سے گزر کر یہ لا تثریب فرمایا گیا تھا۔ آجکل تو جو جھگڑے میرے سامنے آتے ہیں مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے کہ بعض لوگ ادنےٰ ادنےٰ لڑائیوں کے نتیجہ میں چھوٹی چھوٹی باتیں بھی معاف نہیں کر سکتے۔ کہتے ہیں ہم کس طرح معاف کریں ہماری غیرت برداشت نہیں کر سکتی۔ فلاں نے ہمارے باپ کو یہ کہا تھا فلاں نے چچا کو یہ کہا تھا، کیا ہم میں غیرت نہیں ہے؟ ہم کس طرح اس کو منہ لگائیں لیکن دوسری طرف حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں روتے بھی ہیں اور آنحضورؐ کو دشمنوں نے جو تکلیفیں پہنچائیں ان کے ذکر پر ان کا دل واقعۃً کڑھتا بھی ہے اور وہ غم اور دکھ بھی محسوس کرتے ہیں۔ لیکن یہ محسوس نہیں کرتے کہ اس اسوہ کو ہم نے اپنی ذات میں بھی تو جاری کرنا ہے۔ لیکن عجیب احسان ہے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یا اللہ تعالےٰ کا آپؐ کی ذات پر کہ ایسی کامل تعلیم عطا فرمائی کہ جو معاف نہیں کر سکتے ان کے لئے بھی کوئی طعنہ نہیں رکھا۔ یہ بھی آپ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ آپ خطبہ سنکر جب اپنے گھروں میں واپس جائیں تو ان لوگوں کو طعنے دینا شروع کر دیں جو واقعی طور پر مظلوم ہیں اور معاف نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اسکی بھی تمہیں اجازت نہیں کسی کو اس قسم کا طعنہ دینا بھی اس حسن کے خلاف ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاشرہ میں اللہ تعالےٰ پیدا فرمانا چاہتا ہے۔ فرمایا جو مظلوم ہے اگر وہ معاف نہیں کر سکتا تو اتنا بدلہ لینے کی اس کو اجازت ہے اور اس پر کوئی حرف نہیں ہے۔ کوئی پکڑ نہیں ہے اور

تمہیں اجازت نہیں ہے

کہ تم اس کو طعنے دو اور کہو کہ تم نے معاف کیوں نہیں کیا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معاف فرمایا کرتے تھے تو تم بھی ضرور معاف کرو۔ وہ کہہ سکتا ہے میں ادنےٰ مقام پر فائز ہوں، میں عدل سے آگے بڑھنے کی طاقت نہیں پاتا۔ لیکن وَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ جو آگے بڑھ سکتا ہے اور معاف کر سکتا ہے اس کا اجر اللہ پر ہے۔

غرض سوسائٹی کو حسین بنانے کے لئے قرآن کریم اور سنت نبویؐ میں بڑی واضح تعلیم دی گئی ہے اور سوسائٹی کو ہر انسانی دکھ سے محفوظ رکھنے کے لئے ہر کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ زبانوں کو روکا گیا۔ زبانوں کو ادب سکھایا گیا۔ ہر ایک کو اپنا مقام بتایا گیا کہ کہاں تک تم نے رہنا ہے، کہاں آگے بڑھنا ہے، کہاں رک جانا ہے۔ حسن و احسان کے یہ سارے کرشمے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے پھوٹے تھے۔ یہ

حسن و احسان کا قلزم

آپ سے جاری ہوا ہے جس نے ساری دنیا کو بھرنا ہے۔ لیکن عملاً ابھی تک نہیں بھر سکے اس لئے کہ قربانی کرنے والے وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنی ذات میں اس حسن کو جاری کریں۔

جماعت احمدیہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہر فرد کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قائم فرمودہ عدل پر بھی قائم ہو، آپؐ کے احسان پر بھی قائم ہو اور پھر دعا کرے کہ خدا تعالےٰ اسے اس عالی مقام پر بھی فائز فرما دے جس کو ایتاء ذی القربیٰ کہا جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں اس کے عجیب و غریب اور حیرت انگیز مناظر ہیں۔ لیکن اب ان کے بیان کا وقت نہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے ہم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک سیرت کو اپنائیں اور آپؐ کے خلق کو اپنی ذات میں زندہ کر کے دنیا کے سامنے پیش کریں۔

پیارے آقا کی مصروفیات

۱۶ - ۱۷ - ۱۸ اپریل

سیدنا و امامنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیات دینیہ ۱۶ تا ۱۸ شہادت ۱۳۶۱ھ ش مطابق اپریل ۱۹۸۲ء مندرجہ ذیل ہیں:۔

ہمارے محبوب امام کی خدمت بابرکت میں ان تین ایام میں مجموعی طور پر ۴۲۲۴ خطوط موصول ہوئے جن میں ۲۹۰ خطوط غیر ممالک سے اور ۲۵۸ خطوط دفتری امور کے بارے میں مرکز سلسلہ کے جماعتی دفاتر سے حضور کی خدمت میں موصول ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ کی طرف سے ان تین ایام میں مجموعی طور پر ۳۹۶۴ خطوط روانہ کیے گئے۔ جن میں سے ۲۵۰ خطوط دینی معاملات میں بعض اہم امور کے بارے میں بعض استفسارات، رپورٹوں کے طلب کرنے اور اہم ہدایات وغیرہ کے بارے میں تھے۔

ان تین ایام میں حضور ایدہ اللہ نے مجموعی طور پر ۳۶۰ افراد و خواتین کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔ ان میں سے ۱۷ فیملیز بھی شامل تھیں۔ انفرادی ملاقات کرنے کے علاوہ اجتماعی ملاقات کرنے والوں میں لجنہ اماء اللہ دارالعلوم غربی حلقہ ۱ کی ۴۰ خواتین اور مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ و کارکنان دفتر انصار اللہ مرکزیہ (۴۰ کس) شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے آقا ایدہ اللہ کو صحت و تندرستی سے رکھے دن رات پوری صحت و توانائی سے خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق عطا کرے اور اہم احباب جماعت کو حضور کا سچا فرمانبردار بننے کی توفیق دے۔ آمین۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت و سوانح کے بارے میں مکمل اور مبسوط
دستاویز
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ
سلسلہ کے بلند پایہ عالم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کی تحقیق کا نچوڑ۔ جلد منگوائیں: قیمت ۵ روپے
احمد اکیڈمی ربوہ

آپ کی اپنی کارپوریشن
سکندر فین
ملکی ترقی میں ایک اہم قدم۔ سکندر پیڈسٹل۔ سیلنگ فین۔ مضبوط۔ پائیدار سبک رفتار۔ گارنٹی شدہ۔
تیار کردہ:۔
ملک بہاؤل بخش، ملک نصر اللہ خاں
سکندر الیکٹرک کارپوریشن۔ سرگودھا روڈ گجرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اٹھرا، دمہ، تبخیر معدہ، خارش، چنبل، بواسیر
زنانہ، مردانہ مخصوص امراض کا بفضلِ خدا تسلی بخش علاج
سرمہ نور اور نورانی کاجل
مطب شفاخانہ رفیقِ حیات گولبازار ربوہ
ٹرنک بازار سیالکوٹ

اکسیر اپھارہ
شفتل اور برسیم سے ہونیوالا جانوروں کا اپھارہ منٹوں میں غائب۔ قیمت فی پیکٹ ۲/۵۰
درجن ۲۲/۵۰ - گرس ۲۵۲/ بونس علاوہ
تفصیلات کیلئے کیوریٹو ویٹرنری گائیڈ مفت
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کچہری رجسٹرڈ ربوہ فون ۶۰۶ ۶۰۷
کیوریٹو ویٹرنری سنٹر:-
شادی میڈیکوز گول چنیوٹ بازار فیصل آباد

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے
شیخ صاحب سے ملیں
ہمارے ہاں دیار، کیل، پڑتل، چیڑ بازار سے بارعایت نیز چھتوں کے لئے کیکر کے بالے اور آرڈر پر دروازے کھڑکیاں الماریاں ماہر کاریگروں سے تیار کروا کر مہیا کئے جاتے ہیں
آپکے آرڈر کے منتظر
شیخ ممتاز رسول ٹمبر ورکس رجسٹرڈ فیکٹری ایریا ربوہ

احباب اِک نظر اِدھر بھی

میری تصویر تو میرے دادا جان
کے
دواخانہ حکیم نظام جان
اقصیٰ چوک ربوہ پر ہی نظر آئے گی
حکیم انوار احمد جان ابن
حکیم نظام جان چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
فون ۷۳۹۹۷ ؛ پوسٹ بکس ۲۲۲

کراچی میں
حضرت حکیم نظام جان مرحوم کے
مشہور دواخانہ گوجرانوالہ
کی مفید اور مجرب دوائیں
مکرم شوکت منہاس ۱۷ سویٹ ہوم لینڈ ماڈل کالونی کراچی ۲۷ سے حاصل کی جاسکتی ہیں

شالوں کی مشہور دکان
الفردوس شال ہاؤس
۸۵ - انارکلی لاہور
الفردوس شال ہاؤس
لاہور فون ۳۲۴۴۸

نیا سامان
تقریب افتتاح
مناسب دام
اہلِ ربوہ کیلئے خوش خبری
شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لیے جدید ترین کراکری شامیانے۔ قناتیں۔ کرسیاں اور دیگر متعلقہ سامان
خصوصی رعایت کے ساتھ پیش کرنے والے
سادات ٹینٹ سروس اینڈ ٹریڈرز
چوک مسجد اقصیٰ۔ کالج روڈ ربوہ
کا افتتاح انشاء اللہ مورخہ ۲۳ اپریل بروز ہفتہ ہو رہا ہے یہ خصوصی رعایت صرف ۳۰ مئی تک جاری رہے گی۔ مزید تفصیلات کے لیے ہماری دکان پر تشریف لائیں۔
پروپرائٹرز
چوہدری بدر منیر احمد ؛ سید امتیاز حسین اکرم

آنکھوں کی ہر بیماری کے لیے مفید ہے
سرمہ طفیل
نظر کو تیز کرتا ہے
کورس تین شیشی
سفید موتیا کا علاج۔
-/۱۱ روپے
دھند، جالا۔ ککرے، آنکھوں سے پانی بہنا، پھولا، ناخونہ، سیلان
نوٹ:- سفید موتیا کیلئے سرمہ طفیل کیساتھ پیشن گولیاں ضروری ہیں
قیمت فی گولی ۱۵ پیسے
عرق نور
پرانی قبض، معدہ جگر کے لیے مفید تازہ خون پیدا کرتا ہے کھانا ہضم کرتا ہے۔
-/۲۰ روپے
حب بواسیر
خونی و بادی بواسیر کے لیے مفید ہے۔
بیماری کو جڑ سے ختم کرتی ہے۔
قیمت ۸۴ گولی -/۲۸ روپے
پیٹرولیکوریا
اندرونی تمام تکالیف کی واحد دوا۔ نہایت خوشذائقہ اور خوشبودار۔
بذریعہ ڈاک منگوانے کا انتظام ہے۔
حکیم محمد طفیل سابق صدر طبیہ کمیٹی تحصیل چوہدری جمرود
۱۴۵۹۷-H - حال معرفت کوئٹہ کلاتھ ہاؤس باجوہ مارکیٹ گولبازار ربوہ

کئی سال سے آپ کی
خدمت کرنیوالا واحد ادارہ
احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ
- سکنی و زرعی اراضی
- مکانات و پلاٹس وغیرہ
کی خرید و فروخت کیلئے
آپکی خدمت کا متمنی
احمد اسٹیٹس
انس مارکیٹ ربوہ
فون:- رہائش ۴۳۶ دفتر ۵۳۵

"مجید ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم"
باقاعدہ اور باضابطہ منظور شدہ
ہر نقص سے پاک حق شفع سے مبرا
اندرون حدود میونسپلٹی ربوہ - مسجد اقصیٰ کے نزدیک -
ایک طرف ساہی وال روڈ دوسری طرف ڈگری کالج روڈ سے ملحق کالونی - جس میں کشادہ سڑکیں مساجد - سکول - ڈسپنسری - کھیل کے میدان - میٹھا پانی - بجلی اور دیگر سہولیات میسر ہیں - سیم اور کلر سے پاک زمین - ترقیاتی سکیم کی تکمیل کی ضمانت - اونچی جگہ پُرفضا ماحول - فوری رجسٹری اور فوری قبضہ
المشتہر
چوہدری عبدالمجید وڑائچ ایڈووکیٹ فیکٹری ایریا ربوہ